ادبیات

شعلہ و شبنم

(جناب ماہر القادری)

شیرازۂ حیات پریشان ہو گیا — ہر مرحلہ بھی خیر سے آسان ہو گیا
میرے جہانِ دل کو تو ہونا ہی تھا خراب — ان کی بھی اک نگاہ کا نقصان ہو گیا

پہلے ہر شے کو ہم آواز کیا جاتا ہے — تب کہیں نغمہ کا آغاز کیا جاتا ہے
عشق ایسے بھی مراحل سے گزرتا ہے جہاں — حسن کو بھی نظر انداز کیا جاتا ہے

یہ برہمی جو زلفِ شکن در شکن میں ہے — اب ان کا التفات نئے پیرہن میں ہے
کیا اب بھی جھومتے ہیں دوآبہ کے سبزہ زار — کیا اب بھی نغمگی وہی گنگ و جمن میں ہے

نظرِ بد سے رہے دور تو اے شاہ سوار — ماہ و انجم تو تری راہ کے ہیں گرد و غبار

اپنی حالت پہ میں خود اشک بہا کر ہنس لوں — آج میں ان کے تصور کو بھی زحمت کیوں دوں

خداوندانِ دولت سے کوئی امید کیا رکھوں — نہ میں رقاص و بت گر ہوں نہ موسیقار ہوں ساقی

ایک اک گام پہ دنیا مجھے ٹھکراتی ہے — مجھ کو اس زحمتِ بیجا پہ ہنسی آتی ہے
اے مرے ہاتھ سے دامن کو چھڑانے والے — دل کی دنیا مری ویران ہوئی جاتی ہے

بنگر ایں ہیبتِ پیمانہ فروش — جام در دست و مصلا بر دوش
آہ از سینۂ مینا برخاست! — ساقی بادہ مگر، پنبہ بگوش

دین و دنیا بہم آمیختہ شیخ
برلبش آیت و بت در آغوش